کوئٹہ: میرا شہر پسماندہ

خادم حسین درانی [برمنگھم جنوری ۲۰۱۲]

میں ہوں اُس شہر کا باشندہ کہتے ہیں لوگ جسے پسماندہ

تلاش روزگار میں ہر ایک یہاں نظر آئے تھکا ماندہ

کرتے ہیں صبر و شُکر اگر مل جائے کوئی دھندا

ورنہ سوچتے ہیں کہ گلے میں لگادیں اِک پھندا

بغیر رشوت و سفارش کے یہاں کوئی بنتا نہیں فرماندہ

مُفلسی، بیماری، مایوسی و خوف نے کردیا ہے سبکو واماندہ

دارو و دوا ہوگئے ہیں گراں اتنے کہ خریدتے ہیں مریض اب جوشاندہ

چُولہے ہورہے ہیں گُل، کھاتے ہیں لوگ اب نانِ شب ماندہ

شہریوں کی زبوں حالی پہ انگُشت بدنداں ہے خود پاوندہ

واللہ، حالاتِ ناسازگار نے بہتیروں کو کردیا ہے فروماندہ

سکونِ قلب نہ ملے کسی کو یہاں ہر ایک نظر آئےدرماندہ

بجُز فساد، فریب و مُنافقت کے اب کُچھ ہے نہیں باقیماندہ

یوں تو اس شہر میں بہت سے ہیں علاقے عقب ماندہ

مگر شاباش کہ پھربھی نکلا جائے سب سے آگے شیخ ماندہ

خادم تُم تو دور از اُولَس سے ہوکر کر بھی ہوگئے ہو بہت ماندہ

اے کاش کے جلد تھم جائے یہ بارانِ ظلم و ستم اب خداوندہ

... میں ہوں اُس شہر کا باشندہ کہتے ہیں لوگ جسے پسماندہ

تعلیم:

بُراجمان ہیں یہاں بہ یک وقت تین انو کھے وزرأ تعلیم

ابتدائی، ثانوی اور تعلیم اعلی میں ہیں یہ تینوں حضرات سہیم

گذشتہ انتخابی مُہم کے پوسٹرز دیواروں پر اب بھی ہیں چسباندہ

مگر نوشتۂ دیوار پڑھے کون، ہے بیشتر شہر نا خواندہ

کریں کس سے گلہ اگر عوامی نمائندے ہی نہ ہوں درس خواندہ

ادارے ہوتے ہیں اسلیئے برباد جب وزرأ خود ہی ہوں دست نشاندہ

الزام حکومت پرکہ چُور و چَپاوَل، اغوا برائے تاوان میں ہاتھ اِنکا

ہر قسم کے مُجرموں، غنڈوں اور قانون شِکنوں سے اتحاد اِنکا

... میں ہوں اُس شہر کا باشندہ کہتے ہیں لوگ جسے پسماندہ

مافیا:

کہیں لینڈ مافیا، کہیں ڈرگ مافیا اوپر سے نئی آفت یہ این جی او مافیا

نہیں تھی ہمیں خبر کہ 'دُنیا و مافیھا' میں تھے اتنے سارے مافیا

لائق و کامیاب ہوتے ہم بھی آج، گر نہ رہتے بیچ نقل مافیا

نہ ہی حبیب نالے میں خیمہ زن نشئی کھاتے 'ڈرگ' ٹافیاں

پڑے جب مار پولیس سے تو مانگتے ہیں وہ سرِ عام معافیاں

دروغگو اِسقدر کہ بولتے ہیں جھوٹ ہم، بر ہر بیانِ حلفیہ

اُنکے اقوال و افعال پُر تضاد تو میرے ہیں اشعار بے ردیف و قافیہ

من کُجا، شاعر کُجا ! لکھا جو بھی کچھ ، تھا حادثہ اِک اتفاقیہ

... میں ہوں اُس شہر کا باشندہ کہتے ہیں لوگ جسے پسماندہ

این جی او مافیا:

چُراتے ہیں خیراتی پیسہ یہ این جی او والے بصورتِ چندہ

چَراتے ہیں مویشیاں غریب کمیونٹی والے با مورتِ آزردہ

خوشحالی اور پیش رفتگی کا پیٹتے ہیں صبح و شام یہ ڈھنڈورا

مُنکشف ہوتے ہیں کرپشن کے جب راز تو کھلتا ہے باکسِ پینڈورا

سجتی ہیں محفلیں انکے ہاں سرِ شام با رقص و دمبورہ

لگتے ہیں اتنے پارسا ! رہتے ہوں جیسے در مقصورہ

غریب کو بمشکل ہے میسرتین وقت نانِ خُشک وسادہ

این جی او مافیا کے ہاں ناشتہ بھی ہے مُہیا با جام و بادہ !

عادی اتنے کہ گاڑی میں ہوں یا دفتر، یا بر سرِ جادہ

پینے کےلئیے ہیں اِنکے 'ورکر' ہمہ وقت آمادہ

'ترقی' ہو یا نہ ہو مگر کرتے ہیں 'فنڈز' سے خُوب استفادہ

کھا، پی جاتے ہیں سب کچھ ، کرتے نہیں ایک بھی پورا وعدہ

اصول و نظریات ہیں انکے بڑے عجیب و پراگندہ

کرتے ہیں آخر کیا؟ نہ سمجھے یہ کوئی بندہ !

ہدفِ اہداف میں سے اِنکا ہے کرنا عوام کو مُفلِس و رنجیدہ

بہت ہی کم ملتے ہیں ان میں کارمند مُخلِص و سنجیدہ

ہر ایک کی ہے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد، ہر ایک کا اپنا اِک جھنڈا

شراب، کباب، شباب اور بھنڈار ہیں بس اِنکا مُشترک ایجنڈا

نعرہ برائے 'شعور و آگا ہی' ہے نہیں مگر اِک پروپیگنڈا

مانگے کوئی حساب تو چُپ کرواتے ہیں اُنھیں بہ زور ڈنڈا
نہ بنے بات توخریدتے ہیں کوئی ضمیر فروش سرکاری غُنڈہ
عجیب! کل تک غنڈہ ٹیکس دینے والے بن گئے ہیں آج خود بھی غنڈہ
آمریت کی آغوش میں پلنے والے جمہوریت کے یہ اصلی دُشمن
اہل خاندان اور بد عنوان چیلوں سے بنواتے ہیں اکثر جعلی کوٹیشن
'ڈونرز' بھی انکی رفاقت میں کرتے ہیں خوب دِلی کرپشن
گویا خیراتی پیسوں سے رقابت میں دونوں کرتے ہیں تعمیر نشیمن
پیسوں سے کروا تے ہیں ریلی، واک، سیمینارز یا بس فوٹو سیشن
زمانے کے ستائے ہوئے ہیں لوگ، اب کوئی نہیں کرتا آبجَیکشن
قاضی، قضیہ اور قضاوت سب ہوچُکے ہیں نا پید اور آوٹ آف فَیشن
بزورِ پیسہ، سفارش، دھونس اور دھمکی کے، لیتے ہیں لوگ اب خود ایکشن
آہ، سکت نہ رہی نالہ و فریاد کی اب، روچُکے ہیں بُلبلانِ گُلشن
زلزلہ زدگان و سیلاب زدگان بنتے ہیں انکے شِکار نمبر وَن
'ڈونرز' اور متعلقہ حُکام کو جُل دینے کا آتا ہے خوب اِنھیں فَن
یوں ملی بھگت سے یہ دغا باز کرتے ہیں راہ ہموار برائے غَبَن
سھمدار ہیں حکامِ بالا و زیریں، لگاسکتا نہیں کوئی ان پر قد غن
کرواتے ہیں سیمینارز بزبان خاص اور پڑھتے ہیں مستعار مَقالہ
شائد ہی سمجھیں چند ایک زبانِ استعمار کو بشمولِ حُکامِ بالا
نشست فرما ہوں اگر چند ایک بے سواد، لگادیتے ہیں زبان پر وہ تالا
مقصدِ سیمینارز ہے پھر کیا جب کوئی سمجھے سفید، نہ کالا

انگریزی کو تو بمُشکل سمجھیں خود ممبرانِ ایوانِ زیریں و بالا

مذمتی قرارداد میں چاہے وہ جتنی زور سے بولیں، دُشمن کا مُنہ کالا !

جان کی امان پاؤں تو عرض کروں دست بستہ آپ سے جِنابِ والا

فقط استعمالِ زبانِ غیر سے ہو سکتا نہیں دیار میں قوم و ملت کا بول بالا

تفاوت عوام اور این جی او مافیا میں ہے قابلِ مُشاھدہ

پہلا ہے سائل و غُربت زدہ، دوسرا ہے کاہل وغرب زدہ

ایک ہے سرگرداں برائے حصولِ دیسی لوازماتِ آتشکدہ

دوسرا ہے رواں دواں تھامے ولایتی بوتل بسُوئے مَیکدہ

شومئ بخت کہ دیہاتیوں کو نہ ملے آبِ آشامیدنی در دھکدہ

حال آنکہ، رو بہ 'ترقی' ہے مافیا اور ہے رو بہ زوال دانشکدہ

کہا تھا بڑے فریب سے کمیونٹی کو بنا کر دینگے پاخانہ

لگا جونہی پیسہ ہاتھ تو سوچا اپنا بھی بن جائے اِک کارخانہ

اب خانہ بہ خانہ لئیے پھرتے ہیں شخصی مہ خانہ

کبھی اس دَر، کبھی اُس دَر، کبھی بہ دَرِ دلبرِ جاناں

ثابت ہوا اب زمانے پر، 'کمیونٹی ڈیویلپمنٹ' ہے بس اک بہانہ

'ترقی' ہو کسی اور کے گھر، غریب بس دیکھے خواب اک سہانہ

ہاں، بد عنوانی میں رکھتے ہیں مہارت یہ گُرگِ کہن

حرام کا اوڑھنا بچھونا ہی ہے اِنکا اصلی طرزِ رہن سہن

گرانی اتنی کہ عوام کو میسر نہیں آسانی سے ادرک و لہسن

بدعنوانی اتنی کہ مصروف ہیں لُوٹنے میں ہر سو مرد و زن

سمجھتے ہیں سب کچھ ، ہیں یہ نہیں اتنے کُند زہن
شاید کہ لگ گیا ہو اِنکے ضمیر کو مگر گہن
نفسا نفسی و خود پرستی میں زمانہ ہے بہت مگن
ز مفلسی و تنگد ستی رہتے ہیں لوگ اکثردست بہ دھن
چائے پارٹی کو بھی بنادیتے ہیں لوگ پارٹیء ملاقاتِ سَجّن
ایک طرف ہم ہیں کہ فرصت بھی نہ ملے برائے عید مِلن
کوئی نہیں کرتا سعی کہ دُرست ہی ہوجائے اپنا چال و چلن
غیر تو غیر اب دیارِ غیر میں بھی رہا بھائی اپنا اور نہ ہی بہن !

... میں ہوں اُس شہر کا باشندہ کہتے ہیں لوگ جسے پسماندہ

یہاں ہر نو زاد کرے ادعا کہ ہے وہ سردار زادہ یا پھر نواب زادہ
کوئی نہیں مدعی کہ کبھی اُلفت ہی میں کہلوایا جائے گُرگ زادہ
منشیات و کلاشنکوف ہیں یہاں مقبولِ عام اور بہت ہی زیادہ
جائے واردات سے کرجا تے ہیں فرار مُجرمین با آسانی و پا پیادہ
بُھگتتے ہیں بے چارے شہری اِس مُہیب صورتحال کا خمیازہ
مُحافظانِ امن و امان شائد پڑھتے ہوں کتابِ مُلا دوپیازہ
کیوں نہ ہو روزگارِ تلخ و تُرش سے دم بخود جنابِ اخونذادہ
سمجھنے لگا ہے اب وہ بھی سماجی مبارزے کو بے فائدہ !

... میں ہوں اُس شہر کا باشندہ کہتے ہیں لوگ جسے پسماندہ

خطرے میں پڑ گئی ہے یہاں انسان کی انسانیت
ہر ایک کو ہے مطلوب اپنے پیاروں کی خیریت
ہوتے ہیں قتل جب معصوم بنامِ فرقہ واریت
لےجاتے ہیں قاتل سر و ساماں، سمجھکر مالِ غنیمت
ملتی ہیں مَسخ شُدہ لاشیں کوئی نہ کرے قبول مسؤلیت
ہے یہ کیسا نظام کہ جہاں نہ ملے عدالت کو اوّلیت ؟
خونِ ناحق کا بہانا گویا نہیں ہے بربریت
اس انسان کُشی سے کیوں نہ ہو شرمندہ خدا و بشریت !
شاید خون میں ہماری کرگئی ہے بشر دُشمنی سرایت
ورنہ یہ تو نہ ہی ہے اسلام اور نہ ہی روایتی قبائلیت
خادم پنپنے دیتے ہم اگر روزِ اول سے نظامِ جمہوریت
نہ سہتے عوام و خواص آج شرّ و فسادِ آمریت

... میں ہوں اُس شہر کا باشندہ کہتے ہیں لوگ جسے پسماندہ

آخر میں:

کوئی نہ دیکھے یہاں کہ کون ہے مُصیبت زدہ
ہر ایک، دوسرے کو یہاں نظر آوے اُداس و غم زدہ
زیستن شُد اینقدر مُشکل کہ ہر سُو دکھائی دے لانجہ ہی لانجہ
اوپر سے اسکول ہیں بند اور بچے مانگیں گُڈّی و مانجھا

... میں ہوں اُس شہر کا باشندہ کہتے ہیں لوگ جسے پسماندہ

چند الفاظ کے معنی:

فرمانده: کمانڈر

وامانده: tired, fatigued, damned

پاونده: پشتو میں خانہ بدوش، چِپسی، کوچی کو کہتے ہیں۔

فرومانده: Weary; unable to do anything; astonished

درمانده: helpless, overpowered, stuck up

آبِ آشامید نی : پینے کا پانی

سهمدار: حصہ دار، شَیئر ہولڈر

جاده: سڑک

گُرگ : بھیڑیا

مسئولیت: ذمہ داری، جوابدہ

لانجہ: پشتو میں کسی مُشکل، پرابلم، جنجال یا مسئلے کو کہتے ہیں۔

چُور و چَپاوَل: لوٹ ماری

مقصوره: مسجد میں امام صاحب کی رہائش کی جگہ،

اُولُس: پشتو میں وَطن، میہَن کو کہتے ہیں۔